بُلبُلوں کے گیت

(بچّوں کی نظمیں)

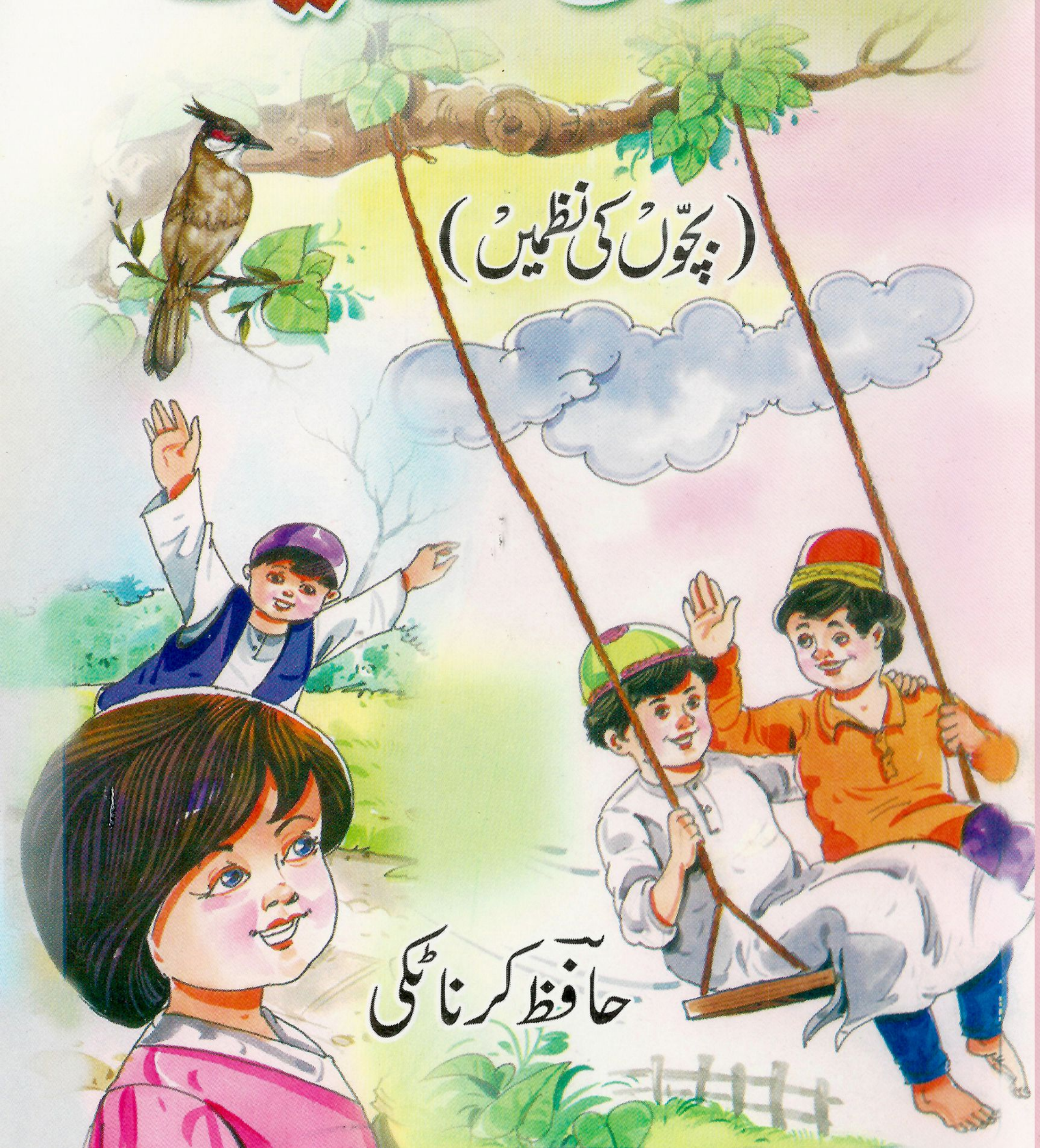

حافظ کرناٹکی

فرید بُک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ

FARID BOOK DEPOT(Pvt.)Ltd.

Corp. Off.: 2158, M.P. Street, Pataudi House, Darya Ganj, N. Delhi-2

Phones : 011-23289786, 011-23289159 Fax: 011-23279998

E-mail : faridexport@gmail.com - Website : www.faridbook.com

Rs.30/-

بلبلوں کے گیت

(بچوں کی نظمیں)

3

حافظ کرناٹکی

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	''بلبلوں کے گیت'' (بچوں کی نظمیں)
مصنف	:	ڈاکٹر حافظ کرناٹکی
صفحات	:	٦٤
طبعِ اوّل	:	فروری ۲۰۰۵ء
طبعِ دوم	:	جون ۲۰۰۵ء
طبعِ سوم	:	۲۰۰٦ء
بہ اہتمام	:	محمد ناصر خان

ملنے کا پتہ

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ

FAREED BOOK DEPOT(PVT)LTD

Corp. Off. 2158 M.P. Street, Pataudi House, Dariya Ganj, New Delhi-2
Phone : 23247075, 23289786, 23289159, Fax : 23279998 Res. : 23262486
e_mail : farid@ndf.vsnl.net.in farid_export@hotmail.com
Website : www.faridexport.com www.faridbook.com

عرض ناشر

بچوں کے شاعر حافظ کرناٹکی محتاجِ تعارف نہیں ہیں۔ ان کی متعدد تخلیقات کو اربابِ شعروسخن نے ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

''بلبلوں کے گیت'' بچوں کے لیے ایسی نظموں کا مجموعہ ہے جس میں خاص طور پر شاعر نے نغمگی پر توجہ دی ہے۔ یہ نغمے ایسے ہیں جو لبوں سے پھوٹ کر دل میں پیوست ہوتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ بچوں میں شعری ذوق پیدا کرنے کے لیے بیشتر حمدیہ اور نعتیہ کلام پر مشتمل یہ کتابچہ بچوں کے لیے ایک قیمتی تحفہ ہے۔

محمد ناصر خان

Printed at Farid Enterprises, Delhi-6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سببِ تخلیق

وہ جو ''بلبلوں کے گیت'' کی تخلیق کا سبب ہوا، وہ ہے شائقینِ نغمات کی نغمہ سرائی۔
چونکہ انسان اپنے جذبات کے اظہار کے لیے مسجع ومقفیٰ کلام کو فوقیت دیتا ہے اور اس کے لیے معاشرے میں جو نغمات بازگشت کر رہے ہیں، وہ کسی بھی صاحبِ گوش سے مخفی نہیں۔
جہاں تک نعتیہ کلام کا تعلق ہے تو اس کی نزاکت وعظمت سے کس کو انکار ہے۔ شانِ اقدس میں بے شمار لوگوں نے نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی اور تا قیامِ قیامت نہ جانے کتنے لوگ یہ سعادت حاصل کرتے رہیں گے۔ مگر یہ وہ سعادت ہے جو ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی۔ اس حقیقت کو خود اپنی زبان سے کہوں تو شاید کسی کو اس کے ماننے میں تردد ہو۔ بایں سبب میں فارسی کے نظم ونثر کے عدیم المثال استاد جنہیں سارا جہاں شیخ سعدیؒ کہتا ہے، کے کلام کو بطورِ حوالہ پیش کرتا ہوں تا کہ کسی کو اعترافِ حقیقت میں کوئی تردد نہ ہو۔ انہوں نے لکھا ہے

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

الحمدللہ خدا نے مجھے بھی یہ سعادت بخشی کہ میں نعت لکھ سکوں۔ مگر پھر بھی جب میں نعت گوئی کا تصور کرتا ہوں تو تصور ہی سے زبان تھرتھرانے لگتی ہے اور نوکِ قلم حرکت کرتے کرتے، لڑکھڑانے لگتی ہے۔

جو منظر ہے آنکھوں میں کیسے لکھوں میں
قلم رک سا جائے، زباں لڑکھڑائے

جب قلم ہی رک رہا ہے تو میں کیا لکھوں۔ بس اتنا ضرور کہوں گا کہ میں نے ہر ممکن کوشش کی ہے، کہ سہو نہ ہونے پائے، پھر بھی انسان ہونے کے ناطے غلطی کا امکان ہے۔ اس لیے خدائے بزرگ و برتر سے یہی التجا ہے کہ میرے قلم کو مزید فن شناس بنادے۔

حافظ کرناٹکی

دارالحافظ، جئے نگر، شکاری پور۔ 577427، شیموگہ، کرناٹک

فہرست

۱	حمد: عجب تیری قدرت ہے پروردگار	۸
۲	حمد: خدا تو ہمارا نگہبان ہے	۱۰
۳	حمد: نہ ہوگا کبھی ختم تیرا بیاں	۱۱
۴	حمد: وہی سب سے اعلیٰ، وہی سب سے بالا	۱۲
۵	حمد: میں دنیا میں جب تک کہ جیتا رہوں گا	۱۳
۶	حمد: ہر سمت تیری ندرت، ہر شے میں تیری قدرت	۱۴
۷	نعت: نہیں جن سے افضل کسی کا مقام	۱۵
۸	نعت: آپؐ سی کس کی سیرت صورت	۱۶
۹	نعت: آپؐ ہیں مصطفےٰؐ، آپؐ خیر الوریٰ	۱۷
۱۰	نعت: نبیوں میں سب سے عالی	۱۸
۱۱	نعت: حرم کی اذانیں، جی! میں کیسے بھولوں	۲۰
۱۲	نعت: کہوں کیا مدینے کی کیا شان ہے	۲۱
۱۳	نعت: بتائے کوئی مرتبہ کیا نبیؐ کا	۲۲
۱۴	نعت: مدینے کو جانے کی ہوتی ہے حسرت	۲۳
۱۵	نعت: ہے مسجد نبیؐ کی حسیں ہیں نظارے	۲۴

۱۶	نعت: میری زبان پہ آیا صل علیٰ محمد	۲۵
۱۷	نعت: حبیب خدا کا لقب پانے والے	۲۶
۱۸	نعت: جدائی تری اب ستائے مدینہ	۲۷
۱۹	چار خلیفہ چار امام	۲۸
۲۰	پرانے اوراق: ڈائری یہ مری پرانی ہے	۳۰
۲۱	نئے اوراق: دیکھو بدلا ہوا زمانہ ہے	۳۵
۲۲	پہلے کی شادی: جب نبوت کی روشنی پھیلی	۳۸
۲۳	آج کی شادی: یا خدا یہ زمانہ کیسا ہے	۴۳
۲۴	کیسے عید منائیں: امی کیسے عید منائیں	۴۸
۲۵	لالچ کا نتیجہ: وہ جو فرد ہے بھولا بھالا	۵۱
۲۶	بچپن: یادِ ماضی مجھے ستاتی ہے	۵۴
۲۷	ایسے جیو: کھیلتے کودتے تو اچھے ہو	۵۶
۲۸	علم: علم ہر ایک کی ضرورت ہے	۵۸
۲۹	دوستی: شکل وصورت بھی ایک دھوکا ہے	۶۰
۳۰	پیڑ: مجھ کو نہ ایسے ڈھاؤ	۶۲

انتساب

اتالیقِ اول

والدِ محترمؒ

کے نام

جن کی تعلیمی رہنمائی نے میرے قلم کو ادبی تخلیق کا سلیقہ بخشا

سراپا خطا کار ہوں یا الٰہی
ندامت سے توبہ میں کرتا رہوں گا
اگر موت کا وقت آ جائے حافظؔ
میں کلمہ شہادت کا پڑھتا رہوں گا

حمد

عجب تیری قدرت ہے پروردگار
نمونے ہیں قدرت کے لیل و نہار
ستونوں کے بَن ہے کھڑا آسماں
نظر آئے گنبد سا سارا جہاں
قمر، کہکشاں، آفتاب و زمیں
ہیں گردش میں ہر دم مکان و مکیں
جو سلطاں کو چاہے بنا دے فقیر
فقیروں ،حقیروں کو شاہ و امیر
بنائی ہے کیا تو نے یارب مشین
کہ دانوں کو گلشن بنا دے زمین
کِیا لفظِ کُن سے یہ عالم عیاں
بشر کیسے کر پائے اِس کو بیاں
ہو دعویٰ خُدائی کا جس کو عقیل
بنا کر دِکھا دے وہ چیونٹی یا فیل

فنا ہو کے رہ جائے گی کائنات
جو باقی رہے گی وہ ہے تیری ذات
میں سائل ہوں یارب تو نعم الوکیل
تو حافظؔ کو کرتا نہیں ہے ذلیل

حمد

خدا تو ہمارا نگہبان ہے
تو ہی سب کا حاکم ہے سلطان ہے
ہماری ضرورت تجھے کچھ نہیں
مگر ہم پہ تیرا ہی احسان ہے
ترا شکر کیسے ادا ہم کریں
تو دن رات ہم پر مہربان ہے
تو واحد ہے یکتا ہے تو لاشریک
اسی بات پر میرا ایمان ہے
ترا ہی دیا رزق کھاتے ہیں سب
جو تجھ سے مکر جائے شیطان ہے
زمیں پر جو ہے تیری مخلوق ہے
جو اشرف ہے بے شک وہ انسان ہے
جو حافظؔ پہ چشمِ کرم ہو تو پھر
جو مشکل ہو اس کی وہ آسان ہے

حمد

نہ ہوگا کبھی ختم تیرا بیاں
کوئی چیز تجھ سے نہیں ہے نہاں
یہ شمس و قمر کیا یہ ارض و سما
تری قدرتوں کے ہیں ادنیٰ نشاں
زمیں تا فلک کیا بشر کیا ملک
تو سب کا ہے ،قدرت تری ہے عیاں
تو باطن ہے ، ظاہر ہے سب کچھ ہے تو
مگر کس میں دم ہے جو کر دے بیاں
تو ہی ابتدا ہے تو ہی انتہا
عجب شان تیری مکیں تا مکاں
تری نعمتوں کی کوئی حد نہیں
تو گن پائے حافظؔ کی کیسے زباں

حمد

وہی سب سے اعلیٰ ، وہی سب سے بالا
وہی سب سے افضل وہی شان والا
وہی سب کا مالک وہی سب کا خالق
وہی سب سے برتر وہ سب سے نرالا
وہ حاجت روا ہے وہ مشکل کشا بھی
اسی نے سفینہ بھنور سے نکالا
ہے دن رات کا بھی نظام اس کے ہاتھوں
نہیں ہے کوئی اس طرح کرنے والا
فقیروں کو سلطان ، سلطاں کو مفلس
وہ جس طرح چاہے بنا دینے والا
عبادت کے لائق وہی تو ہے حافظؔ
فلک اس کی خاطر ہے خود جھکنے والا

حمد

میں دنیا میں جب تک کہ جیتا رہوں گا
الٰہی ترا نام لیتا رہوں گا

تری ان گنت نعمتوں کی نوازش
نوازش کا میں شکر کرتا رہوں گا

تری قدرتوں سے بھرے ہیں نظارے
ترا نام دن رات لیتا رہوں گا

سراپا خطاکار ہوں یا الٰہی
ندامت سے توبہ میں کرتا رہوں گا

اگر موت کا وقت آ جائے حافظؔ
میں کلمہ شہادت کا پڑھتا رہوں گا

حمد

ہر سمت تیری ندرت، ہر شے میں تیری قدرت
کون و مکاں ہیں تیرے تو ہی بنائے قسمت

خلاّقِ دوجہاں ہے رزّاقِ انس و جاں ہے
تو ہی قدیم و افضل، تجھ کو فنا کہاں ہے

تو لاشریک یارب وحدت ہے تیری عظمت
قیّوم نام تیرا ہر سمت تیری شہرت

جنّ و بشر کے لب پر تیری کہانیاں ہیں
شمس و قمر ستارے تیری نشانیاں ہیں

حافظؔ وہ ذاتِ عالی ہر عیب سے ہے خالی
کیا حمد اس کی لکھوں، اس کی صفت نرالی

نعت

نہیں جن سے افضل کسی کا مقام
انہی پہ کروڑوں درود و سلام
نبیؐ کا وہ عالی مقام اللّٰہ اللّٰہ
خدا خود ہی بھیجے درود و سلام
گئے جب وہ عرشِ معلیٰ پہ یارو
تمام انبیا کے بنے تھے امام
چلو سنتوں پر نبیؐ کی ہمیشہ
اسی راہ پر تم بڑھو صبح و شام
نہیں معجزہ کوئی اس سے بڑا
ہے قرآن ہی اپنے رب کا پیام
حرم میں کروں روز حافظؔ دعا
گزر جائے عمر اپنی یوں ہی تمام

نعت

آپؐ سی کس کی سیرت صورت
آپؐ سے بہتر کس کی عادت
آپؐ سے افضل کون ہوا ہے
آپؐ پہ ساری ختم نبوت
ظلم و ضلالت کی آندھی میں
کس نے جلائی شمعِ ہدایت
رب نے بخشا آپؐ کو آقاؐ
روزِ قیامت ، شرفِ شفاعت
خالی نہ لوٹا کوئی بھی سائل
ان کا وہ در تھا ان کی سخاوت
یاد رہے معراج کی شب میں
آپؐ نے کی نبیوں کی امامت
نعت نبیؐ جو لکھتے ہیں حافظؔ
صدقۂ آقاؐ رب کی عنایت

نعت

آپؐ ہیں مصطفیٰؐ ، آپؐ خیر الوریٰ
ہے زباں پر مری صرف صلِّ علیٰ
آپؐ ہی سے تو سب کو ملی روشنی
آپؐ ہی تو ہیں بس ایک بدر الدجیٰ
آپؐ فخرِ عجم ،آپؐ شانِ عرب
آپؐ افضل اَتم، آپؐ شمس الضحیٰ
آپ کی سربلندی کی حد ہی نہیں
آپؐ کے زیرِ پا سدرۃ المنتہیٰ
خاکِ طیبہ کی چہرے پہ حافظؔ ملوں
اور بن جاؤں میں خادمِ مصطفیٰؐ

نعت

نبیوں میں سب سے عالی
ہر شئے میں بے مثالی
ذات ان کی ہے کمالی
اوصاف ہیں جمالی
انسان بن گیا وہ
جس پر نظر ہے ڈالی
سادہ سی زندگی تھی
کاندھے پہ کملی کالی
وہ جس گھڑی تھے آئے
تھی حق سے دنیا خالی
سب ظلمتیں مٹا کر
گرتی زمیں سنبھالی

نابود ہوگئے سب
جو تھے خدا خیالی
کیا کیا لکھوں میں حافظؔ
ہر اک ادا نرالی

نعت

حَرَم کی اذانیں ، جی ! میں کیسے بھولوں
وہ پیاری صدائیں،جی! میں کیسے بھولوں
دیارِ عرب کی زمیں ہے مقدس
وہ ٹھنڈی فضائیں، جی! میں کیسے بھولوں
وہ سورج کی کرنوں پہ ہلکے سے بادل
وہ کالی گھٹائیں ، جی ! میں کیسے بھولوں
کھجوروں کے باغات، بازار پھل کے
وہاں کی غذائیں ، جی! میں کیسے بھولوں
بلاتے تھے تاجر محبت سے ہم کو
وہاں کی دُکانیں، جی میں کیسے بھولوں
وہاں کی جو مہماں نوازی ہے حافظؔ
وہ پیاری ادائیں ، جی! میں کیسے بھولوں

نعت

کہوں کیا مدینے کی کیا شان ہے
مرا دل تو آقاؐ پہ قربان ہے
مریضوں کو آکر شفا مل گئی
کہ چہرے کا نور اس کی پہچان ہے
یہاں دل کی ہر اک کلی کھل گئی
یہ خاکِ شفا کا گلستان ہے
زیارت مدینہ کی ہو بار بار
مری زندگی کا یہ سامان ہے
زیارت یہاں کی مقدر سے ہے
یہ میرا نہیں سب کا ایمان ہے
دکھایا ہے حافظؔ کو شہر نبیؐ
اِلٰہی ترا ہی تو احسان ہے

نعت

بتائے کوئی مرتبہ کیا نبیؐ کا
کہ عالم ہی سارا ہے صدقہ نبیؐ کا
تڑپتا ہے دل میرا دیدار کو اب
وہ منبر، وہ محراب و قُبّہ نبیؐ کا
مزارِ مبارک کو دکھلانے والے
دکھادے تو خوابوں میں چہرہ نبیؐ کا
تصور میں ہے سبز گنبد کا جلوہ
جھلکتا ہے آنکھوں میں صُفّہ نبیؐ کا
چلو دوستو چل کے ہم دیکھ آئیں
مہکتا ہوا آج روضہ نبیؐ کا
مدینے میں جاکر تصور میں حافظؔ
کہ ہم دیکھ آئے ہیں جلوہ نبیؐ کا

نعت

مدینے کو جانے کی ہوتی ہے حسرت
مگر چاہیے مجھ کو تیری عنایت
تمنا ہے روضے کے دیدار کی اب
یہی ہے عقیدت یہی ہے عبادت
فرشتے اترتے ہیں دھرتی پہ اس کی
تو کیوں نہ کہیں ہم مدینے کو جنت
الٰہی یہ تیرا ہی فضل و کرم ہے
گنہگار پر ہو رہی ہے عنایت
کوئی فکر و غم ہے نہ اپنی خبر ہے
ملی قلب کو میرے کچھ ایسی راحت
یہ حافظؔ کی ہے التجا تجھ سے یارب
مجھے بخش دے تو زیارت کی نعمت

نعت

ہے مسجد نبیؐ کی حسیں ہیں نظارے
اترتے ہیں دن میں یہاں چاند تارے
جو منظر ہے آنکھوں میں کیسے لکھوں میں
قلم رک سا جائے، زباں لڑکھڑائے
صفوں میں نمازی ہزاروں کھڑے ہیں
مسافر ہیں آقاؐ سے سب ملنے آئے
تجلّی ہے طیبہ کی گلیوں میں ایسی
چھپے جا رہے ہیں یہاں سارے تارے
ہے روضے کی جالی کا پردہ سنہرا
اسے جو بھی دیکھے وہ آنسو بہائے
وہ جنت کی کیاری سے صفہ کا درشن
مجھے یاد آقاؐ کی کیوں کر نہ آئے
نبیؐ جی سے سچی محبت اگر ہو
زیارت کو حافظؔ یہاں کیوں نہ آئے

نعت

میری زباں پہ آیا صلِّ علیٰ محمد
رحمت کا سایہ چھایا صلِّ علیٰ محمد
اسلام جن سے پھیلا، قرآن جن پہ اترا
ان پر خدا کا سایہ صلِّ علیٰ محمد
مکہ کی وادیوں میں پیغامِ حق سنایا
عالم کو جگمگایا صلِّ علیٰ محمد
کیا شان ہے نرالی، علم و عمل مثالی
کیا کچھ نہیں سکھایا صلِّ علیٰ محمد
بوجہل، بولہب کی فطرت بری تھی پھر بھی
کس پیار سے بلایا صلِّ علیٰ محمد
حافظؔ نبیؐ کا احساں ہم پر سدا رہے گا
رستہ ہمیں دکھایا صلِّ علیٰ محمد

نعت

حبیبِ خدا کا لقب پانے والے
وہ انسانیت سب کو سمجھانے والے
وہ شاہِ مدینہ شہنشاہِ کوثر
مصیبت میں سب کے وہ کام آنے والے
یتیموں کی خدمت وہ کرتے تھے ہر دم
غریبوں، فقیروں کا غم کھانے والے
خدا سے تڑپ کر دعا مانگتے تھے
وہ امت پہ سب کچھ لٹا دینے والے
ہے حافظؔ کو ان کا وسیلہ ہی کافی
وہ بخشش قیامت میں کروانے والے

نعت

جُدائی تری اب ستائے مدینہ
تری یاد دن رات آئے مدینہ
وہ طیبہ کا گلشن وہ رَوضے کا منظر
بہت یاد آئے رُلائے مدینہ
مجھے اب کوئی شے لبھاتی نہیں ہے
میں بیٹھا ہوں دل میں بسائے مدینہ
مجھے اپنے اندر کمی لگ رہی ہے
زیارت کو شاید بلائے مدینہ
مدینے کی جانب چلا ہوں میں حافظؔ
اگر موت آئے تو آئے مدینہ

چار خلیفہ چار امام

چار خلیفہ چار امام
سارے جگ میں ان کا نام
اول ہیں صدیقِؓ اکبر
اور عمرؓ ثانی ہیں بہتر
تیسرے ہیں عثمانؓ غنی
چوتھے علیؓ دامادِ نبیؐ
چار خلیفہ صبح و شام
کرتے تھے بس دیں کا کام
چار اماموں کی اک شان
ان میں اعظم ہیں نعمانؒ
کنیت ان کی بُو حنیفہؒ
ان کے پیرو خطہ خطہ

شافعیؒ دوم ، تیسرے مالکؒ
چوتھے احمدؒ ، حق کے سالک
چار ہیں مسلک، چار ہیں راہ
ایک سے کرلے یار نباہ
دین میں سب کامل اور اکمل
حافظؔ ان میں بعض ہیں افضل

پرانے اوراق

ڈائری یہ مری پرانی ہے
مرا قصّہ مری زبانی ہے
مجھ کو ماضی کی یاد آتی ہے
اشک خوں اب مجھے رلاتی ہے
ذکر اچھائیوں کا کرنا ہے
جھوٹ سے سب کو دور رہنا ہے
چیزیں جتنی تھیں ساری سستی تھیں
گاہکوں کو یہ خوب جچتی تھیں
پہلے بچے بھی کتنے اچھے تھے
جو بھی کہتے تھے سچ ہی کہتے تھے
بارشیں ہر طرف برستی تھیں
سبز فصلیں بھی کتنی اچھی تھیں

لہلہاتے تھے کھیت گاؤں میں
کیسی راحت تھی ٹھنڈی چھاؤں میں
اپنی فطرت سے لوگ عالی تھے
حرص، کینہ کپٹ سے خالی تھے
بچے سب کو سلام کرتے تھے
سب سے شیریں کلام کرتے تھے
خوف اپنے خدا کا رکھتے تھے
اور عبادت بھی خوب کرتے تھے
وہ بڑوں کا ادب بھی کرتے تھے
اپنے ماں باپ سے وہ ڈرتے تھے
اہلِ محنت کا وہ زمانہ تھا
اس حقیقت میں کیا فسانہ تھا

مخلصوں کے دماغ روشن تھے
زندگی کے چراغ روشن تھے
لوگ مشکل میں کام آتے تھے
دوست دشمن کو بھی بناتے تھے
ہر معلّم کی خوب عزت تھی
خادموں کی بھی خوب شہرت تھی
پڑھتے تھے لوگ ذوق سے قرآں
وہ تھے منصف کہ صاحبِ ایماں
حق کی باتیں ہمیشہ کرتے تھے
حق پہ جیتے تھے، حق پہ مرتے تھے
لاٹری سے، جوے سے نفرت تھی
ایک روٹی میں کتنی برکت تھی

کچھ کمی تھی نہ کھانے پینے کی
فکر کچھ بھی نہیں تھی جینے کی
سچے لوگوں کی وہ حکومت تھی
بے مثال ان کی ہر سیاست تھی
پردہ عورت کا بس مثالی تھا
دَور وہ واقعی جمالی تھا
حسنِ اخلاق تھا صداقت تھی
کیا متانت تھی کیا شجاعت تھی
مسجدیں، لمحہ لمحہ تھیں آباد
لوگ تھے واقعی بہت دل شاد
تھا بزرگوں کی صحبتوں میں سرور
ان کی صحبت میں چمکا دل کا نور

طرز مسلم پہ سب ہی مائل تھے
ان کی عظمت کے سب ہی قائل تھے
قومِ مسلم ہی پر بھروسہ تھا
گھر مسلماں کا امن گوشہ تھا
حافظؔ اسلاف کتنے اچھے تھے
وہ حکومت دلوں پہ کرتے تھے

نئے اوراق

دیکھو بدلا ہوا زمانہ ہے
اب ہمیں کر کے کچھ دکھانا ہے
کیا زمانہ ہے کیا حماقت ہے
بے وقوفوں کی اب حکومت ہے
چیز مہنگی ہے، نوٹ جعلی ہے
اپنی ہر بات سچ سے خالی ہے
جھوٹی قسموں کا یہ زمانہ ہے
اس حقیقت کو سب نے مانا ہے
بچہ بچہ نشے میں رہتا ہے
گٹکھا، زردہ وہ سب ہی کھاتا ہے
اچھی عادت سے جب ہوئی دُوری
تب جوانی میں آگئی پیری

اچھے لوگوں کی اب نہیں عزّت
جھوٹے لوگوں کی ہوگئی شہرت
علم والوں کے رہنما جاہل
جو شرابی تھا بن گیا عامل
جادو ، آسیب کا جو چکّر ہے
یہ تصوّر کی خود سے ٹکّر ہے
گندے ماحول میں جو بچے ہیں
ان کے اخلاق کیسے بگڑے ہیں
خوش عقیدہ نہیں جو باقی ہے
ہر طرف آج بَد مِزاجی ہے
عورتیں ہو گئی ہیں بے پردہ
گھومتی پھرتی ہیں وہ بے پروا

روٹی اُردو کی وہ جو کھاتے ہیں
بچے کانونٹ میں پڑھاتے ہیں
کتنا جھوٹا ہے دھوکا دیتا ہے
شادی کرکے کنوارا بنتا ہے
چندہ پوچھیں گے تو غریبی ہے
گھر میں وی سی پی اور ٹی وی ہے
رات دن اک نئی مصیبت ہے
گھر میں برکت نہیں، نحوست ہے
دیکھو حافظؔ نظر کا دھوکہ ہے
یہ اجالا نہیں اندھیرا ہے

پہلے کی شادی

جب نبوت کی روشنی پھیلی
ان دنوں شادی کتنی سادی تھی
رشتے آپس میں طے جو ہوتے تھے
خوشیاں ملتی تھیں غم کو کھوتے تھے
نہ ہی رشوت تھی اور نہ نذرانے
شمعِ سنّت کے سب تھے پروانے
عَقد مسجد میں سارے ہوتے تھے
خرچ تھوڑا ہی اس پہ کرتے تھے
جو نبیؐ سے ملا وہ کھوئے ہم
اپنی قسمت پہ خود ہی روئے ہم
ذات افضل تھی اپنے ہادیؐ کی
جس نے بیواؤں سے ہی شادی کی
بن کے دلہا گئے تھے جن کے گھر
برکتیں لے کے پہنچے ان کے گھر

ان کے سر پر نہ کوئی سہرا تھا
ہاتھ میں مالا تھی نہ گجرا تھا
نہ جہیز اور نہ مال و زر لائے
ہوگیا عقد اپنے گھر آئے
ہو اگر جو ولیمہ ، سنت ہے
یہ ضروری نہیں اجازت ہے
ان کی ہر اک ادا نرالی تھی
سب کو دیتے تھی جھولی خالی تھی
شاہ ِعالم کی وہ جو دختر تھیں
سارے عالم میں سب سے بہتر تھیں
شاہِ خیبر نے ان کو مانگا تھا
بس علیؓ، فاطمہؓ کا دولہا تھا
ظرفِ حیدرؓ بھی کتنا عالی تھا
گھر تو رسموں سے ان کا خالی تھا

رسمِ منگنی نہ رسمِ شادی تھی
اک صدائے نکاح گونجی تھی
پہنچے انصارؓ و اہلِ ہجرتؓ جب
پڑھ دیا مصطفیٰؐ نے خطبہ تب
آ گئی رخصتی کی اب باری
اشکِ احمدؐ بھی ہوگئے جاری
فاطمہؓ، جب علیؓ کے گھر آئیں
جو بھی لائی تھیں خیر ہی لائیں
ایک مشکیزہ پیالہ اور بستر
چھال جس میں تھی چرم تھا استر
ایک چکی تھی وہ بھی پتھر کی
اتنی چیزیں نبیؐ کی دختر کی
کتنی سادا تھی وہ جو شادی تھی
کہنے کو وہ رسول زادیؓ تھی

وہ نبیؐ جو خدا کا ہمدم ہے
اس کی یہ سادگی کا عالم ہے
قصۂ سادگی اک اور سنو
سیدھے سادے جو ہو سکو تو بنو
ڈھنگ اس کا نہ کچھ نوابی تھا
قیمتی ہیرا وہ صحابی تھا
عبدِ رحمٰنؓ نام ان کا تھا
مرنا آقاؐ پہ کام ان کا تھا
گھر نبیؐ کے ہی آستانے سے
رہ میں پڑتا تھا آنے جانے سے
یوں تو الفت نبیؐ سے تھی اکثر
نہ بلایا نبیؐ کو شادی پر
پھر بھی آقاؐ کو کب شکایت تھی
کتنی اچھی نبیؐ کی عادت تھی

عبدِ رحمٰن گھر سے نکلے تھے
قیمتی عطر مل کے نکلے تھے
خوشبوئے عِطر پائی آقاؐ نے
خود بخود لگ گئے یہ فرمانے
آپ نوشہ تو بن گئے ہوں گے
عقد کی ڈور میں بندھے ہوں گے
بارک اللہ نبیؐ نے کہہ ڈالا
خوش بہت ہو گئے نئے دولہا
ہوتا اس دور کا کوئی رہبر
کرتا کیا جانتے ہو تم بہتر
کتنے قصّوں کا ایک حصّہ ہے
یہ حقیقت ہے، نہ کہ قصّہ ہے
لائے حافظ مرا پیام اثر
میرا پیغام ہے بنامِ بشر

آج کی شادی

یا خدا یہ زمانہ کیسا ہے
رسمِ شادی بھی ایک سودا ہے
ہم غریبوں کو کون گنتا ہے
کون اپنے دکھوں کو سنتا ہے
گھر میں چھ لڑکیاں جو بیٹھی ہیں
وہ سبھی کی سبھی کنواری ہیں
مہندی ہاتھوں میں ہے نہ ہی چوڑی
ہائے غربت کہ ہو گئیں بوڑھی
جو بھی مہمان گھر میں آتا ہے
اپنی قیمت بہت لگاتا ہے
لڑکے والا تو خود نہیں کہتا
ساتھ میں وہ دلال ہے لاتا
پانچ فیصد پہ بات کرتا ہے
دل غریبوں کا کاٹ دیتا ہے

کیسی یہ زحمتِ زمانہ ہے
ہم کو گھُٹ گھُٹ کے مر ہی جانا ہے
کیسی شادی یہ کیسا سودا ہے
ہائے انسان کتنا گندا ہے
جتنی دولت ہے اتنی چاہت ہے
ایسے سوداگروں پہ لعنت ہے
ڈاکٹر، انجنیر جو بکتے ہیں
جیسے بازاری بکرے ملتے ہیں
شادی کیسی ہوئی بتاتا ہوں
آنکھوں دیکھی، ابھی سناتا ہوں
شان منڈوے کی ایسی دیکھی ہے
دیکھ کر دل میں ہوک اُٹھتی ہے
بھیڑ تھی لوگ کتنے آئے تھے
مُفت میں کھانے پینے آئے تھے

دولہا مسند پہ اپنی بیٹھا تھا
اُس کے ہمراہ اک لٹیرا تھا
وہی رشتے لگانے والا تھا
گھر ہزاروں بسانے والا تھا
باپ کے دل میں غم ہے بیٹی کا
قرض کیسے چکے گا شادی کا
رشتے ان کے بھی جاری ساری ہیں
بیٹیاں چار اور کنواری ہیں
اشکِ خوں باپ روتا رہتا ہے
چہرے کو آنسوؤں سے دھوتا ہے
روتے روتے وہ ہچکی لیتا ہے
ہاتھ اٹھائے خدا سے کہتا ہے
کون بگڑی بنانے والا ہے
تیرے بِن کون دینے والا ہے

عورتیں اس قدر ہیں بے پردہ
کوئی محرم نہ کوئی ہے رشتہ
چہرا ہو، پیٹ ہو، کہ ہو سینہ
ماڈرن اس کا ہو گیا جینا
داستان اب سنو یہ کھانے کی
محفلیں سج گئی ہیں طعنے کی
جو بھی آتی ہے بکتی جاتی ہے
جو نہ کہنے کی تھی،وہ کہتی ہے
دوسروں کو کھلاتی اور کھاتی
کچھ نہیں تھا تو مانگ کر لاتی
طعنے سہہ سہہ کے ماں مچلتی ہے
غم کے سانچے میں خود ہی ڈھلتی ہے
بات دل کی جو لب پہ آئے گی
ڈر ہے بارات لوٹ جائے گی

بس اسی ڈر سے چُپ وہ رہتی ہے
طنز سنتی ہے اور سہتی ہے
دیکھو! پنڈال پر جو چھائے ہیں
صرف لڑنے لڑانے آئے ہیں
بیٹیاں جو کہ گھر کی رحمت ہیں
وہ تو اب بے کسوں پہ زحمت ہیں
رسمِ بد اب مٹادو اے یارو
راہِ سنت دکھادو اے یارو
ورنہ تم پر عذاب آئے گا
اور کوئی بچا نہ پائے گا
تجربے کی یہ بات ہے بھائی
ہم نے حافظ قسم ہے یہ کھائی
رسمِ بد کو مٹا کے دم لیں گے
گھوڑے جوڑے کو اب نہ ہم لیں گے

کیسے عید منائیں

امّی کیسے عید منائیں
گزری باتیں سب یاد آئیں

ابّا ہوتے ساتھ میں جاتے
کپڑے، جوتے، خوشبو لاتے
دل جو چاہتا لے کر آتے
بِن اب کے کیا ہم لائیں
امّی کیسے عید منائیں

پیسے تو ہیں، پر کیا لائیں!
خوشیاں کس کے ساتھ منائیں
غم پہ کیسے قابو پائیں
بن ابّا کے کیسے کھائیں
امّی کیسے عید منائیں

آج ہمارے ابا ہوتے
ہم بیٹھے ہرگز نہیں روتے
عید کے دن ہم یوں نہیں سوتے
کس کے ساتھ ہم باہر جائیں
امّی کیسے عید منائیں

امّی بھی غم سہہ نہیں پائیں
ہچکی میں کچھ کہہ نہیں پائیں
بول اٹھیں وہ رہ نہیں پائیں
کون سنے گا کس کو سنائیں
بیٹے کیسے عید منائیں

بیٹے! تم تُربت پر جانا
قُل چاروں تم پڑھ کے آنا
ابّا کو پیغام سنانا
آپ کے بن ہم رہ نہیں پائیں
ابّا کیسے عید منائیں

غم ہوتا ہے ہم نے مانا
ایک دن سب کو ہے مر جانا
حکمِ رب ہے عید منانا
غم بھولیں، کچھ میٹھا کھائیں
حافظؔ آؤ عید منائیں

لالچ کا نتیجہ

وہ جو فرد ہے بھولا بھالا
قریہ کا ہے رہنے والا
چلتی جیون کی ہے گاڑی
کرتا ہے وہ کھیتی باڑی
جو برسات کا آیا موسم
دُور ہوا سوکھے کا سب غم
مشکل سے ہوتا تھا گزارا
بس رب تھا اک اس کا سہارا
حکمت رب نے ایسی ڈالی
بیوی نے اک مرغی پالی
قسمت ان کی ایسی جاگی
کُلفَت جو تھی ساری بھاگی

مرغی نے دے دے کر انڈے
دکھ درد اُن کے کر دیے ٹھنڈے
دور ہوا خود غم کا رونا
انڈا تھا یا اصلی سونا
دولت جو خود گھر میں آئی
سب نے اس سے خوشیاں پائی
لالچ میں وہ اک دن آیا
چاقو گھر سے اک منگوایا
گردن مرغی کی وہ کاٹا
تن کو دوحصوں میں بانٹا
پیٹ کوچیرا وہ یہ کہہ کے
نکلیں گے سونے کے انڈے
ہیرا نکلا اور نہ سونا
رہ رہ کر پھر پڑ گیا رونا

آنکھ چرا کے بھاگی امیری
اس کے گھر میں چھائی فقیری
حافظؔ لالچ بری بلا ہے
لالچ میں کب کس کا بھلا ہے

بچپن

یادِ ماضی مجھے ستاتی ہے
یاد بچپن کی مجھ کو آتی ہے
اپنا بچپن نہیں ہوں میں بھولا
جھولتا رہتا تھا سدا جھولا
چھوٹے بچوں کو میں کھلاتا تھا
چھیڑتا اور انہیں رلاتا تھا
جھاڑ بندر کا کھیل کھیلا ہے
اب کہاں کھیل کی وہ بیلا ہے
ایک دن میں سویرے نکلا تھا
تنہا میں ہی ندی کو پہنچا تھا
چکنی مٹی کو ڈھونڈ لایا تھا
چھوٹا سا ایک گھر بنایا تھا
گھر کھلونوں سے پھر سجایا تھا
دیکھنے یاروں کو بلایا تھا

پڑھنے مکتب میں روز جاتا تھا
سارے اسباق میں سناتا تھا
ہر معلم کو مجھ سے شَفْقَت تھی
سب کے دل میں مری محبت تھی
ہوم ورک کرکے روز لاتا تھا
لے کے 'گڈ' سب کو میں دکھاتا تھا
ڈنڈا لے کر ہمیں ڈراتے تھے
پھر معلّم ہمیں ہنساتے تھے
یاد حافظؔ تمھیں جو بچپن ہے
وہ حسیں یاد کا نشیمن ہے

ایسے جِیُو

کھیلتے کودتے تو اچھے ہو
پڑھتے لکھتے بھی کیا اے بچے ہو
کل جو کرنا ہے آج ہی کرنا
سستی کرنے سے دور ہی رہنا
وقت پر جو بھی کام کرتے ہیں
بس وہی جگ میں نام کرتے ہیں
جس کا کھاتے اسی کا گاتے ہیں
دوست وہ ہیں جو کام آتے ہیں
عیب اوروں کا جو دکھاتا ہے
عیب تیرے بھی وہ بتاتا ہے
غصّہ کرنے سے تم سدا بچنا
دل میں کینہ کپٹ نہیں رکھنا
آئینہ بن کے تم یہاں رہنا
اور کسی کو برا نہیں کہنا

تم جو غفلت میں عمر کھوؤ گے
عہدِ پیری میں بیٹھے روؤ گے
خوب کھانا بھی گندی عادت ہے
تندرستی ہزار نعمت ہے
پڑھ کے کامل ادیب ہو جاؤ
با ادب با نصیب ہو جاؤ
تم بُروں سے تو دور ہی بھاگو
نیکیاں ہر طرف ہی پھیلاؤ
امّی ابّا ہیں اک بڑی نعمت
ان کی خدمت کا ہے صلہ جنت
فضلِ رب بس اسی پہ ہوتا ہے
جو دعائیں ہر اک کی لیتا ہے
خود کو حافظؔ نے جب سنبھالا ہے
تب جہاں میں بنا نرالا ہے

علم

علم ہر ایک کی ضَرورت ہے
علم سے کیوں تجھے کدورت ہے
علم سورج ہے علم تارہ ہے
اس کا ہر ذرّہ ماہ پارہ ہے
علم ہی زیورِ نبوت ہے
علم ہی عالمی اخوّت ہے
علم سے دل دماغ ہیں روشن
روز و شب اس کے ہوتے ہیں درپن
علم والے کا مرتبہ اونچا
ہوگیا جاہلوں کا سر نیچا
علم سے آدمی کی عزت ہے
ساری دنیا میں اس کی شہرت ہے
علم ہی سے بنے مثالی ہیں
وہ جو شبلیؒ ہیں جو غزالیؒ ہیں

علم سیکھو نبیؐ کا فرماں ہے
علم قولِ نبی ہے قرآں ہے
علم کا یہ حسیں زمانہ ہے
علم حافظؔ بڑا خزانہ ہے

دوستی

شکل و صورت بھی ایک دھوکا ہے
آئینہ آج کتنا اندھا ہے
با وفا دوست ان کو کہتے ہیں
دکھ میں ہر دم جو ساتھ رہتے ہیں
دوست وہ ہمنوا جو ہوتا ہے
سکھ میں ہنستا ہے دکھ میں روتا ہے
دوستوں سے جو کام لیتے ہیں
اپنا غصّہ جو تھام لیتے ہیں
تم خطاؤں کو درگزر کردو
سب پہ الطاف کی نظر کر دو
ان کے ہونٹوں پہ نام آتے ہیں
جو مصیبت میں کام آتے ہیں

طیش میں آ کے ڈانٹ مت دینا
مت بلاؤں کو اپنے سر لینا
دوست حافظؔ وہی ہمارا ہے
دوڑ کر آیا جب پکارا ہے

پیڑ

مجھ کو نہ ایسے ڈھاؤ
ہر جا مجھے لگاؤ
جنگل ہو یا ہو گلشن
سب کا ہے مجھ سے جیون
لیتا ہوں میں جو کاربن
دیتا ہوں آکسیجن
میرے پھلوں کو دیکھو
پتھر کبھی نہ پھینکو
چڑیوں کا ہوں نشیمن
راہی کا میں ہوں مسکن
چڑیاں یہاں جو آتیں
ہر دم ہیں چہچہاتیں

بچوں کا میں ہوں جھولا
بچپن کو تو ہے بھولا
یہ پھول پھل یہ پتے
کیا خوشنما ہیں لگتے
تھک کر یہاں جو آئے
سائے میں چین پائے
آیا جو لکڑ ہارا
کلہاڑی لے کے مارا
چیخیں فضا میں ابھریں
آہیں ہوا میں پھیلیں
ہوتی ہے ہیرا پھیری
سنتا ہے کون میری
ہوکر میں ٹکڑے ٹکڑے
کس کو سناتا دُکھڑے

رب کی یہی ہے مرضی
کٹنا تھا مجھ کو ہاں جی
اک پیڑ کاٹ لاؤ
بدلے میں سو اُگاؤ
پھولوں گا میں پھلوں گا
تم کو دعائیں دوں گا
پیڑوں کے تم ہو حافظ
وہ سب کا ہے محافظ